ہیں۔ اپنے آپ کو ہم جنسیت کا شکار کرنے میں ان کی اپنی عقل اور ذہنیت کار فرما ہوتی ہے۔

کچھ افراد ایسے بھی پائے جاتے ہیں جن میں ہم جنسیت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ ان افراد کے لئے شریعت میں یہ حکم ہے کہ جس مرد کو دیکھ کر شہوت حرکت میں آتی ہو اس کو قصداً نہ دیکھیں، امردوں سے زیادہ اختلاط نہ رکھیں اور تنہائی میں ان سے نہ ملیں۔

رہبانیت اور ہم جنسیت:

ہم جنسیت ایک غیر فطری چیز ہے۔ اس کے پیدا ہونے کی ایک بڑی وجہ اپنی فطرت سے جنگ کرنا اور اپنی فطری ضرورتوں کا گلا گھونٹنا ہے۔ جب انسان انسانی فطرت کو دبانے کی کوشش کرتا ہے تو اس میں بعض غیر فطری خصلتیں پیدا ہو جاتی ہیں جو کہ فطرت انسانی سے جنگ کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

ضروری نہیں کہ صرف ہم جنسیت ہی پیدا ہو، اس کے علاوہ بھی بہت سی ایسی غیر فطری باتیں ہیں جو اس جنگ کا نتیجہ بن سکتی ہیں۔ رہبانیت کی اسلام نے سخت ممانعت کی ہے۔ اس کو اختیار کرنے والا گویا اپنی فطرت سے جنگ کر رہا ہوتا ہے۔ رہبانیت کا شکار لوگ عموماً ہم جنسیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے اوپر نکاح، اچھی غذا اور بہت سی ایسی چیزیں جن کی شریعت میں صاف اجازت ہے کو اپنے اوپر حرام کرلیتے ہیں۔ علامہ ابن جوزیؒ نے ایسے صوفیوں کا ذکر کیا ہے جنھوں نے رہبانیت اختیار کرلی تھی۔ نکاح کو چھوڑ دیا تھا، اپنی بیویوں کے پاس جانا ترک کردیا تھا، نکاح کی حاجت ہوتے ہوئے اور تمام وسائل کے موجود ہونے کے باوجود نکاح سے پرہیز کرتے تھے۔ اکثر تو

ایسے بھی ہیں جو احتلام ہونے کو بھی بہت بڑا گناہ سمجھتے اور اس کو روکنے کے مختلف طریقے وضع کرتے تھے حالانکہ یہ سر اسر جہالت اور شریعت سے ناواقفیت ہے۔

ترک نکاح اور ہم جنسیت :

ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ خوفِ زنا کی حالت میں نکاح کرنا واجب ہے اور اگر زنا کا خوف نہ ہو تو سنت موکدہ ہے ' یہی جمہور فقہاء کا مذہب ہے ۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں نکاح تمام نوافل سے افضل ہے ۔

آگے لکھتے ہیں کہ حضورﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا جس کا نام عکاف بن بشر تمیمی ہلالی تھا ۔ رسول اللہﷺ نے فرمایا اے عکاف! تمہاری کوئی بیوی ہے ؟ عرض کیا نہیں' دریافت فرمایا کوئی لونڈی ہے؟ جواب دیا نہیں۔ استفسار فرمایا کہ تم فارغ البال ہو؟ کہا ہاں میں خوشحال ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ تو اس وقت شیطان کا بھائی ہے ۔ اگر تو نصاریٰ میں سے ہوتا تو کوئی راہب ہوتا ۔ ہماری سنتِ نکاح ہے ۔ تم لوگوں میں برے لوگ بن بیاہے ہیں۔ اور مرنے والوں میں رذیل تر وہ ہیں جو بن بیاہے مرتے ہیں۔ صالحین کے لئے شیطان کے پاس ترک نکاح سے بڑھ کر اور کوئی ہتھیار نہیں ہے ۔ ابو بکر المروزی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے احمد بن حنبلؒ سے سنا ' کہتے تھے بن بیاہا رہنا امور اسلام سے کسی میں داخل نہیں۔ کیونکہ خود رسول اللہﷺ نے چودہ نکاح کئے اور نو بیویاں چھوڑ کر وفات پائی ۔ پھر کہا کہ اگر بشر بن الحارث شادی کرلیتے تو ان کے سب کام پورے ہو جاتے اور اگر آدمی نکاح کرنا چھوڑ دیتے تو نہ جہاد کرتے اور نہ حج کرتے اور نہ یہ ہوتا نہ وہ ہوتا(ص ۴۲۲۔۴۲۱'تلبیس ابلیس)

جن صوفیہ نے نکاح ترک کیا ان میں سے بعض ہم جنسیت کا شکار ہو گئے - نوجوان صوفیہ جنہوں نے نکاح ترک کیا ان کے بارے میں ابن جوزیؒ فرماتے ہیں " تیسری قسم یہ کہ لڑکوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں۔ اکثر صوفیہ میں سے وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو نکاح سے نا امید کردیا اور منی نے مجتمع ہو کر ان کو مضطرب کیا تو ان کی یہ حالت ہو گئی کہ امردوں (Beardless) کی صحبت سے راحت حاصل کرنے لگے۔(ص ۴۲۶)

انسانی زندگی میں جنس ایک بہت طاقتور جذبہ ہے جس طرح بھوک اور اس کو بھی ایک جائز مقام دینا ضروری ہے - کھانا نہ ملنے پر یا قحط سالی کی صورت میں انسان ' انسانی گوشت تک کھا لیتا ہے - یقیناً انسانی گوشت کھانا ایک غیر فطری بات ہے - اسی طرح جو لوگ رہبانیت کا شکار ہوئے ' نکاح کو چھوڑ دیا ' اپنی بیویوں سے ملنا اپنے اوپر حرام کرلیا ان میں اس قسم کی غیر فطری خصلتیں دیکھی گئیں۔

محبت کی بدترین شکل :

لڑکی کا لڑکی سے یا لڑکے کا لڑکے سے عشق لڑانا بہت ہی بڑا گناہ اور بدترین گمراہی ہے - بعض لڑکے اپنے سے چھوٹے لڑکوں سے یا اپنی ہی عمر کے لڑکوں سے عشق بازی میں ملوث دیکھے گئے - یہ محبت کی بدترین شکل ہے جب کسی قوم میں یہ عادت خبیثہ پیدا ہو جائے تو اس قوم کا قہر الٰہی سے بچنا بہت مشکل ہو جاتا ہے - زیادہ خطرناک بات تو یہ ہے کہ اس قسم کی محبتوں کو عموماً مذہبی رنگ دے دیا جاتا ہے اور یوں جنسی تسکین حاصل کرنے کی ایک انحرافی شکل وجود میں آتی ہے - شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور اس نے انسان کو گمراہ کرنے کی قسم کھائی ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ جن باتوں کی جانوروں تک سے توقع

نہیں کی جاسکتی، انسان اور وہ بھی مسلمان ان باتوں کو اختیار کرلیتے ہیں ۔ شریعت سے ناواقفیت اور مذہب سے دوری گویا انسان کو جانوروں سے بھی بدتر کردیتی ہے ۔

ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ ابو الطیب طبری نے ہم سے بیان کیا کہ اس قوم کی نسبت جو راگ سنتی ہے مجھ کو خبر ملی ہے کہ یہ لوگ سماع کے ساتھ امرد کی طرف نظر کرنے کو ضروری خیال کرتے ہیں اور بسا اوقات امرد کو زیورات، رنگین کپڑوں اور زریں لباس سے آراستہ و پیراستہ کرتے ہیں اور گمان رکھتے ہیں کہ یہ حرکت عین ایمان ہے اور امرد کو دیکھنے سے عبرت حاصل ہوتی ہے اور صنعت سے صانع پر استدلال لانا ہے۔ حالانکہ ان باتوں میں نہایت خواہش نفسانی کا بندہ ہونا، عقل کو فریب دینا اور علم کے خلاف کرنا ہے ۔(ص ۳۸۷، تلبیس ابلیس)

ابن فرج رستمی صوفی کہتے تھے کہ میں نے شیطان کو خواب میں دیکھا اور کہا کہ کیوں تو نے ہم کو کیسا پایا؟ ہم نے دنیا اور اس کی لذتوں سے منہ پھیر لیا اب تجھ کو ہم پر قابو نہیں۔ کہنے لگا تم کو کچھ خبر بھی ہے تمہارے دل راگ سننے پر اور نوجوانوں کی صحبت پر کیسے مائل ہیں۔(ص ۴۰۲۔۴۰۱، تلبیس ابلیس)

محبت کے منفی اثرات:

اگر ایک انسان محبت میں گرفتار ہو جائے تو اس کی زندگی میں بہت سی منفی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ مثلاً انسان میں خود غرضی آجاتی ہے وہ یا تو اپنے بارے میں سوچتا ہے یا پھر اپنے محبوب کے بارے میں۔

وہ دنیاوی مشکلات وہ حالات سے جلد گھبرا جاتا ہے اس کا دل چاہتا ہے کہ ہر وقت اپنے محبوب کے خیالوں میں کھویا رہے ایک پرسکون اور

شوروغل سے پاک جگہ پر بیٹھ کر محبوب کا تصور کرتا رہے - ایک مسلمان کی حیثیت سے تو اس کا دل اللہ کی عبادت میں لگنا چاہئے یا کم از کم یہ احساس ہونا چاہئے کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے لیکن محبت ہونے کی صورت میں یہ ساری باتیں اس کے لئے بے معنی ہو جاتی ہے -ایک مسلمان کی حیثیت سے جو آخرت کی یاد اس کے دل میں ہونی چاہئے وہ نہیں رہتی دینی احکامات' حقوق اللہ اور حقوق العباد فرائض واجبات اور دوسری اسلامی قدریں اس کے لئے بے معنی ہو جاتی ہیں وہ ہر وقت خیالوں کی دنیا میں رہتا ہے ایک، سب سے بڑی خرابی جو عشق مجازی میں گرفتار ہونے کی صورت میں پیدا ہو جاتی ہے وہ یہ ہے کہ آدمی بہت زیادہ خوش فہم ہو جاتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ عشق بازی بہت ہی اچھا اور نیک کام ہے اور خدائی مدد اس کے شامل حال ہے-

یہ شخص چاہے نماز پڑھ رہا ہو 'قرآن پڑھ رہا ہو یا کوئی بھی نیک کام کر رہا ہو اگر محبوب کا خیال دل میں بسایا ہو اور عشق بازی کو دانستہ طور پر اختیار کیا ہوا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سب کام آسانی سے کرے، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ نماز یا قرآن پہلے سے زیادہ اچھی طرح پڑھے لیکن قرآن یا نماز پڑھنے میں اسے وہ حلاوت محسوس نہیں ہو گی جو ہونی چاہئے اور اگر اسے کوئی دوسری خوشی محسوس بھی ہورہی ہے تو محبوب کے خیالوں میں رہنے کی وجہ سے ہورہی ہے نہ کہ نیک کام کرنے سے یعنی جو کام وہ اللہ تعالیٰ کے لئے کر رہا تھا وہ عشق مجازی کی نظر ہوجاتا ہے- بعض عاشق خود کشی تک کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور اپنی آخرت تباہ کرلیتے ہیں-

محبت کی نگاہ:

محبت کی جو نگاہ اپنی سگی ماں یا سگی بہن کی طرف اٹھتی ہے وہ بالکل پاکیزہ ہوتی ہے اس میں شہوت نہیں ہوتی - بعض اوقات شیطان انسان کو یہاں سے گمراہ کرتا ہے کہ جس طرح تو اپنی بہن کی طرف دیکھتا ہے یا اپنی ماں کی طرف محبت کی نگاہ ڈالتا ہے بالکل اسی طرح نامحرم لڑکیوں اور عورتوں کا دیکھنا بھی ہے حالانکہ یہ امر محال ہے کیونکہ نا محرم کی طرف دیکھنے سے شہوت کا پیدا ہونا ایک فطری عمل ہے - کوئی صحیح سالم آدمی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ نا محرم کی طرف دیکھنے سے اس کی شہوت، حرکت میں نہیں آتی یا وہ گندی نظر سے نہیں دیکھتا- اصل میں بات گندی یا صاف نظر کی نہیں، اللہ تعالیٰ نے تو یہ چیز انسان کی فطرت میں رکھی ہے ہاں البتہ یہ ضرور ہوتا ہے کہ کسی لڑکی یا عورت کی طرف دیکھنے سے انسان کے دل میں شہوت پیدا ہوتی ہے -'ہوسکتی ہے یا پھر نہیں ہوتی' لیکن یہ کہنا درست نہیں ہے کہ کسی بھی عورت کو دیکھنے سے شہوت پیدا نہیں ہوتی- ہوسکتا ہے جو نگاہ کسی نا محرم پر یہ سوچ کر ڈالی جائے کہ اس پر نگاہ ڈالنا بھی ایسا ہی ہے جس طرح سگی ماں بہن پر، تو وہ نگاہ شہوت کی حرکت کا سبب بنے، نگاہ کا ڈالنا یا نہ ڈالنا تو فعل اختیاری ہے لیکن اس کی وجہ سے دل میں شہوت کا سر اٹھانا فعل اختیاری نہیں ہے - اسی لئے اسلام نے عورت کو پردہ کرنے اور مردوں کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے -

علامہ ابن جوزیؒ لکھتے ہیں-" فقیہ وہ ہے جو اسباب اور نتیجوں پر غور کرے مثلاً مرد پر نگاہ ڈالنا مباح ہے بشرطیکہ ہیجان شہوت سے بے خوف ہو اور اگر شہوت کا خوف ہو تو جائز نہیں- اسی طرح چھوٹی لڑکی کا

منہ چومنا جو تین برس کی ہو جائز ہے - کیونکہ ایسی جگہ اکثر شہوت واقعہ نہیں ہوتی- اور اگر شہوت پائی جائے تو حرام ہے - علیٰ ہذا القیاس محرم عورتوں کے ساتھ تنہا ہونے میں اگر شہوت کا خوف ہو تو حرام ہے - اس قاعدہ پر غور کرنا چاہئے - "(ص ۳۳۲،تلبیس ابلیس)

مندرجہ بالا اقتباس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر کسی مرد کو کسی دوسرے مرد کی طرف دیکھنے سے شہوت واقع ہو تو اس مرد کو دیکھنا بھی فعل حرام ہے -

دوسری بات یہ کہ چھوٹے بچوں کو چومنے اور چمٹانے سے عموماً شہوت واقع نہیں ہوتی لیکن اگر کسی کو ہو تو اس کے لئے شریعت میں وہی حکم ہے جو نامحرم عورت کے دیکھنے اور اس سے اختلاط میں ہے-

تیسری بات جو یہاں پر اخذ کی جاسکتی ہے کہ اگر محرم عورت، لڑکی، بچی یا بچے کو دیکھنے یا تنہا اس کے ساتھ رہنے سے شہوت کا خوف ہو تو اس کو دیکھنا بھی جائز نہیں ہے - مثلاً کسی شخص کو اپنے سگی بھانجی، بھتیجی یا بھانجے، بھتیجے کو دیکھنے سے شہوت ہوتی ہے تو اس کے لئے یہ نا جائز ہے کہ وہ ان کو چمٹائے یا قصداً ان کی طرف دیکھے- اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ نامحرم عورتوں کو قصداً دیکھنا کتنا بڑا جرم ہے -

محبت اور موسیقی:

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میوزک یا گانے سننے سے کسی قسم کا کوئی سکون نہیں ملتا تو اس کی یہ بات غلط ہے - جس طرح چرس یا بھنگ وغیرہ پینے سے سکون نام کی کوئی چیز حاصل ہوتی ہے، خوشی کا احساس ہوتا ہے یا ہنسی بہت زیادہ آتی ہے، اسی طرح میوزک، گانا یا

راگ میں یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ آدمی اس کو سن کر خوشی یا سکون محسوس کرتا ہے۔ اس بات کو مزید واضح کرنے کے لئے ہم ایک ایسی بس (bus) کا تصور کرتے ہیں جو کالج کے لڑکوں سے بھری ہوئی ہے، یہ لوگ پکنک پر جارہے ہیں، ہر کوئی اپنی اپنی گپوں میں مشغول ہے، اتنے میں ایک لڑکا تیز آواز سے ٹیپ ریکارڈر پر انڈین یا پاکستانی گانے لگا دیتا ہے۔ ان گانوں کے بجنے کے ساتھ ہی تقریباً تمام لڑکوں میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑتی محسوس ہوگی، ان کی خوشی میں اضافہ ہو جائے گا، ان میں ترنگ آجائے گی اور وہ لوگ اپنے آپ کو ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگیں گے۔

اس ساری صورتحال سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان فطری طور پر گانا سننے کو پسند کرتا ہے اور میوزک وغیرہ سننے سے اسے سکون حاصل ہوتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اسلام میں گانا یا میوزک وغیرہ سننا منع ہے؟

اس کا سیدھا سادھا جواب تو یہ ہے کہ جس طرح بھنگ یا چرس وغیرہ سکون آور ہونے کے باوجود منع ہیں، گانا یا میوزک بھی اسی طرح سکون آور ہونے کے باوجود منع ہیں۔ لیکن ذہن اس جواب سے مطمئن نہیں ہوتا۔ چرس بھنگ یا شراب وغیرہ کا تو نقصان ہمارے سامنے ہے اس لئے ان کے حرام ہونے میں کوئی کلام نہیں، لیکن گانے یا میوزک میں ایسی کیا قباحت ہے کہ اسلام نے انہیں سخت ممنوع فرمایا ہے؟

گانے کے متعلق حضور ﷺ کی احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

"گانا دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی اگاتا ہے۔" (بیہقی و ابوداؤد)

"اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں باجوں اور تانتوں کو مٹاؤں

اور صلیب اور جاہلیت کی رسوم ختم کروں۔" (ابو دائود الطیاسی)

حضور ﷺ نے فرمایا۔" جب میری امت پندرہ خصلتیں اختیار کرے گی تو اس کے اوپر بلا نازل ہو گی ۔" ان پندرہ میں سے ایک آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ گانے والی لونڈیاں اور گانے بجانے کی چیزیں استعمال کریں گے (تلبیس ابلیس، ص ۳۴۵)

اکثر مفسرین قرآن کی اس آیت سے بھی گانا یا میوزک وغیرہ کی حرمت ثابت کرتے ہیں۔

" بعض لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں۔" (لقمان پ ۲۱ آیت ۴)

ابن عباسؓ نے اس سے مراد غنا (گانا وغیرہ) اور اس کے مشابہ دوسری چیزیں لی ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ اسلام نے اسے ممنوع قرار دیا ہے؟

ایسی کون سی خرابی ہے جو اس کے سننے سے پیدا ہوتی ہے ؟

اسی طرح کے اور بہت سے سوال اٹھائے جاسکتے ہیں، ان سارے سوالات کا مختصر جواب علامہ ابن جوزیؒ کی کتاب "تلبیس ابلیس" میں یہ ملتا ہے کہ مصنف نے کہا جاننا چاہئے راگ (غنایا میوزک وغیرہ) میں دو باتیں جمع ہوتی ہیں، ایک تو دل کو خدا تعالیٰ کی عظمت میں غور کرنے اور اس کی خدمت میں قائم رہنے سے غافل کر دیتا ہے دوسرا دل کو جلد حاصل ہونے والی لذتوں کی طرف راغب کرتا ہے ان کے پورے کرنے کی ترغیب دیتا ہے، ہر قسم کی حسی شہوتیں پیدا کرتا ہے، جن میں بہت بڑی شہوت نکاح ہے اور نکاح کی کامل لذت نئی عورتوں میں ہے ۔ نئی لذتیں حلال ذریعہ سے حاصل ہونا دشوار ہے لہذا انسان کو زنا پر

برانگیختہ کرتا ہے ۔ یہاں سے معلوم ہوا زنا اور غنا (گانا وغیرہ) میں باہم تناسب ہے ۔(تلبیس ابلیس،ص ۳۳۱)

مندرجہ بالا اقتباس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ گانا یا میوزک وغیرہ شہوت (Sex) کو متحرک کرنے والی چیزیں ہیں اور شہوت عشق مجازی کا سبب ہے اسی لئے گانا یا میوزک سننے سے آدمی عشق مجازی میں مبتلا ہوسکتا ہے اور اگر پہلے سے محبت کا شکار ہو تو اس میں شدت آسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے گانا، میوزک اور اس جیسی دوسری چیزوں کی سخت ممانعت فرمائی ہے ۔

اسباب عشق:

علامہ ابن جوزیؒ اپنی ایک اور کتاب زم الھویٰ میں فرماتے ہیں کہ اسباب عشق میں سے ایک غزل اور گانا سننا بھی ہے یہ نفس میں صورتوں کے نقوش کی تصویر کھینچتا ہے اور اس طرح سے نفس اس کا طالب ہو جاتا ہے (ص ۱۶۴)

جو شخص یوں کہے کہ یہ طرب انگیز غنا(گانا) جو طبعیت کو بے قرار کرتا ہے اور اس کے لئے عشق کا محرک ہوتا ہے اور دنیا کی محبت پیدا کرتا ہے مجھ پر کچھ اثر پیدا نہیں کرتا اور جس دنیا کا ذکر اس غنا(گانا) میں ہے میرا دل اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تو ہم اس کو جھوٹا کہیں گے کیونکہ سب طبعیتیں مشترکہ ہیں پھر اگر اس کا دل خوف الٰہی کے سبب سے خواہش نفسانی سے دور بھی ہے تو یہ غنا(گانا) طبعیت کو اس خواہش نفسانی سے نزدیک کردے گا۔(ص ۳۳۸،تلبیس ابلیس)

ابن جوزیؒ فضیل بن عیاض کا قول نقل کرتے ہیں کہ غنا(گانا یا میوزک وغیرہ) زنا کا منتر ہے ، ضحاک نے کہا غنا دل کو خراب اور خدا کو ناراض

کرتا ہے - یزید بن ولید نے کہا اے بنی امیہ غناء سے دور رہو کیونکہ غنا شہوت کو بڑھاتا ہے اور آدمیت کی بنیاد ڈھاتا ہے - شراب کا قائم مقام ہے اور نشہ کا عمل کرتا ہے - مصنف نے کہا راگ کی آوازیں سن سن کر بہت عابد اور زاہد فتنہ میں پڑ گئے (ص ۳۴۷،تلبیس ابلیس)

محبت اور تزکیہ نفس

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو رمضان کا مقدس مہینہ عطا فرمایا تا کہ انسان اپنے دل میں اٹھنے والی خواہشات کو کنٹرول کرنے پر قادر ہو سکے۔ رمضان المبارک کا ایک بڑا مقصد تزکیہ نفس ہے ' یعنی اپنے نفس کو پاک کرنا' بری باتوں سے رکنا اور اچھی باتوں کی طرف رجوع کرنا - اگر کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق روزے رکھے تو وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ اپنے اندر اٹھنے والی خواہشات پر قابو پاسکے - ایک روزہ دار کی حیثیت سے وہ اپنی سوچ کی ' اپنی زبان کی' اپنی نظر کی اور اپنے مختلف اعضاء کی حفاظت کرتا ہے - اس ایک مہینے کی مسلسل ٹریننگ کی وجہ سے اس میں اتنی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے نفس کو سر کش ہونے سے بچا سکے لیکن آج کل مسلمان روزہ کی اس طرح قدر نہیں کرتے کہ جس طرح کرنی چاہئے ' محض کھانا پینا چھوڑ دینے سے روزہ کا مقصد پورا نہیں ہوتا - روزہ بھی ایک عبادت ہے ' جس طرح نماز ' اس لئے روزہ میں ان باتوں سے رکنا چاہئے جن سے رکنے کا حکم ہوا ہے اور ان امور کی طرف توجہ دینی چاہئے جن کی حضور ﷺ نے تلقین فرمائی ہے - روزہ انسان کی شہوانی خواہشات کو کنٹرول کرنے کے لئے ایک ہتھیار کا کام دیتا ہے - شہوت جو کہ عشق مجازی کا سبب بنتی ہے ' روزوں کی وجہ سے انسان کے کنٹرول میں

آسکتی ہے بشرطیکہ وہ کھانا پینا چھوڑنے کے ساتھ ساتھ اپنی نگاہ، اپنی سماعت، اپنی زبان اور اپنی سوچ کو بھی شریعت کے مطابق استعمال کرے۔

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اس مقدس مہینے میں مسلمان نفس کا تذکیہ کرنے کی بجائے اسے اور سر کش بنادیتے ہیں۔ روزہ رکھ کر تو گویا پوری امت مسلمہ پر احسان عظیم کیا جاتا ہے اس ہی لئے مغرب کی نماز کے بعد دل بھر کر کسر نکالی جاتی ہے نوجوان رہا شدہ قیدیوں کی طرح بازاروں میں نکل آتے ہیں کہ جیسے انہوں نے قسم کھائی ہو کہ آج لڑکیوں سے دل بھر کر نظر بازی کرنی ہے لڑکیاں بھی لڑکوں سے کچھ پیچھے نہیں ہوتیں۔ اپنے اوپر پڑنے والی بے باک نظروں کا بڑی خوش اسلوبی سے جواب دیا جاتا ہے غرض ہر طرف ایک بھونچال آیا ہوا ہوتا ہے بازاروں میں چیزوں کی خرید و فروخت سے زیادہ "محبت" کی خرید و فروخت نظر آتی ہے۔ میرے خیال میں تو جوان لڑکے زیادہ تر رمضان کے مبارک مہینے میں ہی محبت کا شکار ہوتے ہیں۔ مغرب کی نماز کے بعد اور تراویح کے دوران اکثر لڑکے بازاروں کی رونقیں دیکھنے نکل جاتے ہیں اور کھلے عام روزوں کا تقدس پامال کرتے ہیں۔ یہ لڑکے لڑکیوں سے اشارہ بازی کر کے، انہیں چھیڑ کر اور ان پر آوازیں وغیرہ کس کر جنسی تسکین حاصل کرتے ہیں اور اسے تفریح یا Enjoy کا نام دیتے ہیں۔ خوشبو اور گانے میں یہ ایک خاصیت ہے کہ وہ انسان کو اپنی طرف مائل کرلیتے ہیں۔ اب اگر دکانوں پر گانے چل رہے ہوں، لڑکیاں اپنا حسن نامحرم لڑکوں کو دکھاتی اور طرح طرح کی خوشبوئیں فضا میں بکھیرتی پھر رہی ہوں تو اچھا خاصا آدمی محبت میں مبتلا ہوسکتا ہے۔ اس ہی لئے مولانا اشرف علی تھانویؒ

نے فرمایا کہ "محبت گو فعل اختیاری نہیں لیکن اس کے اسباب اختیاری ہیں۔"

لوگوں کی ایسی حالت کے بارے میں مولانا فرماتے ہیں "عجیب بات ہے لوگ روزے میں کھانے پینے اور صحبت کو ترک کرنا ضروری سمجھتے ہیں لیکن گناہ کے ترک کو ضروری نہیں سمجھتے۔"

امام غزالیؒ روزہ میں نظر کی حفاظت کے متعلق فرماتے ہیں "پہلا ادب یہ ہے کہ نظر نیچی رکھے۔ جن چیزوں کی طرف نظر ڈالنا اللہ تعالیٰ کو نا پسند ہے، ان کی طرف نگاہ کو نہ جانے دے۔ جن چیزوں کو دیکھنے سے دل بھٹکتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت طاری ہوتی ہو، ان کو نہ دیکھے۔"

حضورﷺ نے فرمایا پانچ چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ایک جھوٹ، دوسرے غیبت، تیسرے چغلی، چوتھے جھوٹی قسم اور پانچویں شہوت کی نظر۔

جو شخص نکاح کی ضرورت ہوتے ہوئے بھی نکاح نہ کرسکے اس کے لئے حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ وہ روزہ رکھے۔ لیکن اگر وہ شخص خدانخواستہ اس ہی قسم کے روزے رکھنا شروع کردے تو میرے خیال میں نکاح کی ضرورت کم ہونے کی بجائے اور بڑھ جائے گی۔

شیطان کی مسجد:

"نزہۃ المجالس" میں شیطان کے متعلق یہ حکایت ملتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مردود کیا تو شیطان نے کہا الٰہی! تو بنی آدم کو بھیجے گا، کتابیں نازل کرے گا، میرے پیغمبر اور میری کتاب بھی کوئی ہونی چاہئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کاہن، نجومی تیرے پیغمبر ہوں گے، عرض کیا میری کتاب؟ فرمایا خیالی تک بندی اور جھوٹے شعر تیری کتابیں ہیں۔

عرض کیا میرا موذن فرمایا راگ اور گانا' عرض کیا میری مسجد؟ فرمایا فتنہ انگیز بازار' عرض کیا میرا کھانا؟ فرمایا جس پر میرا نام نہ لیا جائے وہ تیرا کھانا۔ عرض کیا اور میرا پانی فرمایا نشیلی چیزیں۔ عرض کیا اور میرا جال ؟ فرمایا عورتیں۔

آخرت کی تباہی

اگر کوئی یہودی' عیسائی ' ہندو یا سکھ وغیرہ عشق مجازی میں گرفتار ہو جائے تو اس کے لئے تو شاید یہ ایک" نعمت" ہو گی کیونکہ جہاں تک دنیاوی نعمتوں یا آسائشوں کا تعلق ہے تو مشرکوں اور کافروں کے لئے صرف اور صرف اس دنیاوی زندگی تک یہ چیزیں ہیں لیکن آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہو گا۔

ارشا ربانی ہے کہ " جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان کے لئے یہ زندگی بڑی محبوب اور دل پسند بنادی گئی ہے "۔(البقرہ آیت ۲۱۲)

لیکن اگر ایک مسلمان لڑکا یا لڑکی ایسی محبت میں گرفتار ہو جائیں تو یہ ان کے لئے ایک مشکل صورتحال ہو گی کیونکہ اس کی وجہ سے جو افعال عاشق سے سرزد ہوسکتے ہیں وہ عموماً غیر شرعی ہوتے ہیں۔

مثلاً اگر کوئی شخص محبت میں گرفتار ہو جائے تو شریعت میں اس کا حل شادی ہے۔ یعنی کسی عورت کو پانے یا اس سے قرب حاصل کرنے کا واحد راستہ شادی ہے ۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس سے محبت ہو شادی بھی اس سے ہی ہو جائے بعض دفعہ شادی ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ ایسا نہیں ہوتا ۔ نکاح کے بغیر کسی نا محرم لڑکی سے اس قسم کا تعلق رکھنا جو محبت ہو جانے کی صورت میں دیکھنے میں آیا ہے ' شرعی لحاظ سے قطعاً نا جائز ہے ۔ جیسے خط و کتابت ' ٹیلی فون پر گفتگو'

چیٹنگ، محبوب کے خیالوں میں کھوئے رہنا، یا اس کی تصویر دیکھنا وغیرہ۔

محبت میں گرفتار ہونے والا شخص یہ سب کام اپنی تسکین کے لئے کرتا ہے اور عموماً مختلف تاویلات پیش کرتا ہے۔ مثلاً یہ کہ اس کا دل بالکل صاف ہے وہ تو محض وقت گزاری یا لطف اندوزی کے لئے یہ سب کام کرتا ہے۔ واضح رہے کہ شریعت میں اس قسم کی لطف اندوزی کی کوئی گنجائش نہیں۔ کسی نامحرم عورت کو دیکھنا، اس کی آواز سننا اس سے باتیں کرنا، اس کی تصویر دیکھنا یہ سب غیر شرعی امور ہیں۔ حتیٰ کہ محبوب کا تصور کرنا، یا خیالوں میں اس کی تصویر لانا بھی ناجائز ہے۔ ہاں البتہ غیر ارادی طورپر جو تصورات یا خیالات انسان کے ذہن میں اٹھتے ہیں ان کی شریعت میں کوئی پکڑ نہیں خواہ ان کی شدت اور تعداد کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔مسلمانوں کے لئے تو اس زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اب اگر کوئی اپنا قیمتی وقت اس قسم کے دنیاوی مشاغل میں استعمال کرے تو اس کو آخرت میں نقصان اٹھانا پڑے گا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اور اس دنیا کی زندگی کچھ نہیں مگر ایک کھیل اور دل کا بہلاوا، اور آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیز گاروں کے لئے کیا تم سمجھتے نہیں؟(۳۲۔الانعام)

اور یہ دنیا کا جینا تو بس جی کا بہلانا اور کھیلنا ہے اور آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے۔ اگر ان کو سمجھ ہوتی۔(۶۴ ۔العنکبوت)

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ شراب پینا گناہوں کا مجموعہ ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں اور

دنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے -"

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا (آخرت میں) گھر نہیں اور دنیا مال ہے اس شخص کا جس کا(آخرت میں) مال نہیں اور مال وہی شخص جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں-

دین اسلام اور فطرت انسانی

اس Topic پر کچھ لکھنے سے قبل اگر مندرجہ ذیل قرآنی آیت کو مد نظر رکھا جائے تو فطرت اور اسلام کے تعلق کو سمجھنے میں مدد ملے گی- سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" اور اے نبی ﷺ ،لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جبکہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان پر گواہ بنا کر پوچھا تھا" کیا میں تمہارا رب نہیں؟ انہوں نے کہا ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں ہم اس پر گواہی دیتے ہیں، یہ ہم نے اس لئے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ ہم تو اس بات سے بے خبر تھے - یا یہ نہ کہنے لگو کہ شرک کی ابتداء تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کی تھی اور ہم بعد کو ان کی نسل سے پیدا ہوئے - پھر کیا آپ ہمیں اس قصور میں پکڑتے ہیں جو غلط کار لوگوں نے کیا تھا (آیت ۱۷۳-۱۷۲)

اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انسان فطری طور پر مسلمان پیدا ہوتا ہے پھر اگر بعد میں وہ عیسائی یا یہودی ہو کر زندگی گزارے تو یہ اس کی اپنی غلطی ہے - اگر ایک انسان عقل کو صحیح استعمال کرے اور حق بات کی پیروی کرے تو وہ گمراہ ہونے سے بچ جائے گا اور اس پر واضح ہو جائے گا کہ دینِ حق صرف اسلام ہی ہے - اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے

ہیں کہ میں نے بندے کو ایک سچے دین پر پیدا کیا' اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم جیسے جیسے انسان کو فطرت کے قریب کریں گے وہ دین اسلام سے قریب ہوتا چلا جائے گا۔ لیکن اگر ہم اپنے آس پاس نظر دوڑائیں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ بعض معاملات میں اگر ہم فطرت سے قریب جائیں تو دین اسلام سے بھی قریب ہو جائیں گے۔ لیکن بعض معاملات میں ایسا نہیں ہوتا۔ مثلاً جنس انسان کے اندر ایک فطری جذبہ ہے۔ اگر ہم کسی انسان کو اس معاملے میں کھلی چھوٹ دیں 'اس پر کوئی معاشرتی یا مذہبی پابندی نہ لگائیں' اس کا ذہن ہر فکر اور مصلحت سے آزاد ہو' اس کے جذبات پر کوئی limit نہ لگی ہو۔ تو وہ اپنی مرضی سے سوچے گا اور اپنے فطری تقاضہ کی تکمیل کے لئے آزاد شہوت رانی کرے گا۔ تو یہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اسلامی تعلیمات کے مخالف کام کرے گا۔ اس کے برعکس انسانی زندگی کے کچھ ایسے معاملات بھی ہیں جن میں اگر انسان کو کھلی چھوٹ دی جائے تو وہ اسلامی تعلیمات اور شریعت کے مطابق عمل کرے گا یعنی اس کی فطرت کا تقاضہ اور اسلامی تعلیمات کا تقاضہ بالکل ایک سا ہوگا۔ جیسے جسم کو ڈھانپنا،بھوک کے وقت کھانا کھانا وغیرہ۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شہوت اور اس جیسے بعض دوسرے معاملات میں اگر انسان کو کسی قانون یا معاشرتی پابندی سے آزاد رکھا جائے تو وہ اسلامی تعلیمات کے برعکس کام کرتا ہے اور اپنے فطری تقاضہ کی تکمیل کرتا ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ کہ کہیں تو فطرت کے قریب جانا اسلام سے قریب ہونے کا باعث بنتا ہے اور کہیں ایسا کرنا اسلام سے دور ہونے کا سبب بنتا ہے۔ نفسیاتی ماہرین اور اکثر فلاسفر کے نزدیک

محبت ایک فطری جذبہ ہے یعنی لڑکے کو کسی لڑکی سے محبت ہو جانا یالڑکی کولڑکے سے محبت ہو جانا کوئی غیر فطری عمل نہیں ہے۔ محبت ہونے کی صورت میں فطرت انسانی انسان سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ وہ محبوب کے قریب سے قریب ہوتا جائے۔ لیکن ایک نامحرم سے شادی کئے بغیر اس سے مستفید نہیں ہوا جاسکتا۔ یہ ایک اسلامی قانون ہے اب اگر ہم اس اسلامی اصول کو نظر انداز کرتے ہوئے کسی شخص کو اس کے محبوب سے قریب تر ہونے کی اجازت دے دیں توبالآخر وہ فطرت انسانی کے مطالبات کو پورا کرتے ہوئے اپنے محبوب سے زنا جیسا جرم بھی کر بیٹھے گا۔ یہاں پر ظاہر ہوتا ہے فطرت انسانی کا تقاضا اسلامی تقاضے کے مخالف جارہا ہے۔ یہ تو انسانی زندگی کا محض جنسی پہلو تھا۔ اس کے علاوہ اور بہت سے ایسے پہلو ہیں جن میں انسانی فطرت کا بہت عمل دخل ہے مثلاً راگ، میوزک، گانا اور اس ہی طرح کی بعض دوسری چیزوں کی طرف انسانی ذہن فوراً اثر قبول کرتا ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسانی فطرت ان چیزوں کی طرف مائل ہوجانے کا رجحان بھی رکھتی ہے۔ لیکن اسلام اور شریعت میں گانا، راگ یا میوزک وغیرہ کی سخت ممانعت ہے۔

عقل انسانی اور انسانی فطرت:

یہ عام مشاہدہ کی بات ہے کہ بعض اوقات انسان اپنے کسی فطری تقاضہ کو عقل کی بنیاد پر موخر یا رد کردیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان کا ہر عمل نہ صرف اس کی فطرت پر منحصر ہوتا ہے بلکہ اس کی عقل کا عمل دخل بھی ہوتا ہے۔ انسانوں اور جانوروں میں بنیادی فرق یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ ہم کہ سکتے ہیں کہ جانور جو بھی عمل کرتے ہیں وہ ان

کا ایک **Immediate Action** (ایک دم ہونے والا عمل) ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک جانور کو بھوک لگی ہے اس کے سامنے جیسے ہی کھانا آئے گا وہ فوراً اس پر جھپٹ پڑے گا اور جب بھوک ختم ہو جائے گی تو وہ کھانا کھانا چھوڑ دے گا۔ اب ایک انسان کی مثال لیتے ہیں اس کو بھوک لگی ہوئی ہے، کھانا اس کے سامنے آتا ہے، کیا وہ بھی جانور کی طرح اس پر جھپٹ پڑے گا اور اپنے فطری تقاضہ کو پورا کرے گا؟ اس سوال کا قطعاً ایک جواب نہیں ہوسکتا، وہ ایسا کر بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔ فطرت انسانی کا تو یہ تقاضہ ہے کہ کھانا کھا کر بھوک مٹائی جائے۔ فرض کرتے ہیں یہ کھانا اس کی بیوی نے اس کے لئے رکھا ہے، جہاں پر کھانا رکھا ہوا ہے وہاں پر کوئی دوسرا شخص بھی موجود نہیں، تو ہوسکتا ہے وہ بغیر رکے کسی جانور کی طرح بھوک ختم ہونے تک خاموشی سے کھانا کھاتا رہے۔ لیکن اگر یہی شخص اپنے دوستوں میں بیٹھا ہوا ہے تو غالب امکان یہی ہے کہ کھانا آنے پر یہ خاموشی سے کھانے پر نہ ٹوٹ پڑے گا بلکہ اپنے دوستوں سے بھی کھانے کے متعلق پوچھے گا۔ یہاں پر یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ فطرت انسانی کھانا کھانے کا مطالبہ کر رہی ہے پھر بھی وہ کھانا کیوں نہیں کھا رہا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں بھوک لگنا انسانی فطرت ہے وہاں "شرم و حیا" بھی تو انسانی فطرت کا ایک اہم جز ہے۔ اسی لئے یہ شخص خاموشی سے کھانا کھانے میں شرم محسوس کرے گا۔ یہاں پر انسان کی دو فطرتوں کا آپس میں تصادم نظر آتا ہے۔ لیکن اس قسم کا کوئی تصادم شاید جانوروں کی فطرت میں نہیں۔ یہ تو صرف دو فطرتوں کے آپس میں متصادم ہونے کی ایک مثال تھی۔ انسانی زندگی کے اکثر معاملات میں

بے شمار فطرتیں آپس میں متصادم نظر آتی ہیں۔ ایک فطرت کوئی مطالبہ کر رہی ہوتی ہے ' دوسری کوئی اور تیسری کوئی اور ' ہر قوم یا معاشرہ ان فطرتی تقاضوں کو پورا کرنے کے مختلف طریقے وضع کرتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مختلف فطری تقاضے جب آپس میں متصادم ہوں تو کون سے فطری تقاضہ کو ترجیح دی جائے ؟ اور کہاں مصلحت اختیار کی جائے ۔ سب سے بہتر فیصلہ اس صورت میں کیا ہو گا؟ ہم کیسے کہہ سکیں گے کہ یہ فیصلہ سب سے صحیح ہے ۔ یا یہ فیصلہ غلط ہے ۔

چلیں ہم تھوڑی دیر کے لئے بھول جاتے ہیں کہ ہم کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں' ہمارے کچھ نظریات ہیں یا ہمارے معاشرے کے کچھ اصول و ضوابط ہیں ۔ ہم تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپ کو صرف اور صرف ایک انسان تصور کرتے ہیں ' ہمارے کچھ فطری تقاضے ہیں اور ہماری کچھ ضرورتیں ہیں جن کو پورا کرنا ہمارے لئے ضروری ہے مثلاً بھوک کے وقت کھانا کھانا اور نیند کے وقت سونا ۔ اسی طرح جنس انسان کی ایک فطری ضرورت ہے ۔ جب انسان بالغ ہوتا ہے تو اس کے اندر جنسی خواہش پیدا ہوتی ہے ۔ مرد کو عورت اور عورت کو مرد کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ۔ اب یہاں پر یہ سوال اٹھتا ہے کہ یہ ضرورت کیسے پوری کی جائے ؟ مثال کے طور پر ایک جوان لڑکا جس کی عمر ۲۲،۲۳ سال ہے وہ ایک لڑکی کو دیکھتا ہے ' اس کے اندر فطری طور پر جنسی خواہش سر اٹھاتی ہے ' اس کا دل اس سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ لڑکی کے پاس جایا جائے اور فطری خواہش پوری کی جائے لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ لڑکے کے اندر شرم و حیا بھی فطری طور پر پائی جاتی ہے ۔ جو اس کو ایسا کرنے سے روکتی ہے ۔ دوسری طرف اس بات کی بھی کوئی